فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۷۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا آنکھوں سے نکلنے والے آنسو پاک ہیں؟

جواب: آنکھ کے آنسو پاک ہیں، ان کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں، جو حکم پسینے اور لعاب کا ہے، وہی آنسوؤں کا ہے۔

سوال: اُدھار کی اُدھار سے خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اُدھار چیز کی اُدھار سے خرید وفروخت بالاتفاق ناجائز وحرام ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ الدَّيْنَ بِالدَّيْنِ لَا يَجُوزُ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اُدھار کی اُدھار سے خرید وفروخت جائز نہیں۔''

(الإشراف : 44/6)

سوال: غیر اللہ کے لیے ذبح کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر ذبح کرنا شرک و کفر ہے۔ ایسے جانور اور ایسی اشیا کھانا حرام ہے، یہ جانور اور یہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صَرف ہوں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ،

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

(الأنعام: 162-163)

''(نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مطیع ہوں۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے، قلبی عبادات، جیسے خشوع اور توجہ الی اللہ، قولی عبادات، جیسے تکبیر وتحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ، عملی عبادات، جیسے قیام، رکوع، سجدہ، جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں، مشرکین کی طرح انصاب واصنام کے لیے نہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیاز مندی میں گزاروں گا اور اسی پر فوت ہوں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع واقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ آپ ﷺ اِن کاموں میں اُن کے مخالف ہیں، کہ آپ ﷺ کی نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذبح اسی کے نام پر کرتے ہیں، وہ (اللہ) اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ

وَانْحَرْ﴾(الکوثر : 2) ''صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اوراسی کے نام پر ذبح کریں۔''یعنی اپنی نماز اور ذبح اللہ کے لیے خاص کردیں، کیونکہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس رَوَش سے الگ رہیں اور اپنی نیت وقصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 128/3)

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا وپکار اور التجا،محبت،خوف، امید ورجا،توکل وبھروسہ، رغبت ورہبت ،خشوع وخضوع، رجوع وانابت، استعانت واستغاثہ،ذبح اور نذر ونیاز خالص اللہ کے لیے بجالائیں۔ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے، جوضروری ہے کہ اسی کے لیے پورا کیا جائے۔تاحیات اس پر ڈٹے رہنا اور تازیست اس کی دعوت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(صحیح مسلم : 1978)

مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم وتقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کے بیان میں فرمایا:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرة : 173)

''جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام (بہ نیت عبادت وتعظیم) منسوب ہو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ

① جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

② ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے، تو حرام ہے۔

③ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اے اللہ! فلاں ولی یا بزرگ کے تقرب کے لیے یہ جانور ذبح کیا گیا ہے، تب بھی حرام ہے۔

④ اللہ کے لیے ذبح کیا جائے اور بوقت ذبح نام غیر اللہ کا پکارا جائے، یہ بھی حرام ہے۔

⑤ ذبح اللہ کے لیے کیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام شامل کر دیا جائے، تب بھی حرام ہے۔

❁ علمائے احناف کہتے ہیں:

يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ، أَوْ يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ، أَوْ بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ، فَتَحْرُمُ الذَّبِيحَةُ، لِأَنَّهٗ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''اگر کوئی بندہ بوقتِ ذبح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ'' اللہ کے نام کے

ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ'' یا بِسْمِ اللّٰہِ، وَفُلَانٍ'' اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ''، یا بِسْمِ اللّٰہِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰہِ'' اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ''، تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔''

(بدائع الصّنائع للكاساني : 48/5، الهِداية للمرغيناني : 435/2)

سوال: جانور کو ذبح کس آلہ سے کیا جائے؟

جواب: دانت اور ناخن کے علاوہ ہر دھاری دار چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے، جو جانور کی رگوں کو کاٹ سکے، بہتر ہے کہ تیز دھاری دار چھری سے ذبح کیا جائے، کیونکہ ذبح کے وقت چھری وغیرہ کا تیز ہونا جانور کے ساتھ نیکی ہے کہ اسے تکلیف کم ہوتی ہے۔

❀ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهٗ.

'' اللہ نے ہر شے کے ساتھ بھلائی کرنا لازم قرار دیا ہے، لہٰذا جب آپ کسی کو (حق کے ساتھ، مثلاً قصاص وحدود وغیرہ کے نفاذ میں) قتل کریں، تو اچھے طریقے سے کریں اور جب ذبح کریں، تو اچھے طریقے سے ذبح کریں، چھری تیز رکھیں اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائیں۔''

(صحيح مسلم : 1955)

سوال: کیا عورت کے لیے ذبح کرنا جائز ہے؟

(جواب): عورت جانور ذبح کر سکتی ہے۔اس پر قرآن وحدیث اوراجماع دلیل ہیں۔

(سوال): دفینہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر دفینہ (مدفون خزانہ) دار الاسلام میں ملا ہے، تو اس میں پانچواں حصہ بیت المال کا حق ہے اور بقیہ چار حصے اس شخص کے ہیں، جسے خزانہ ملا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .

''رکاز (مدفون خزانہ) میں خمس ہے۔''

(صحيح البخاري : 1499، صحيح مسلم : 1710)

(سوال): نماز میں رکوع کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز میں رکوع فرض اور رکن ہے، اگر کسی رکعت میں رکوع رہ جائے، تو وہ رکعت دوبارہ پڑھی جائے گی، سجدہ سہو کافی نہیں۔

(سوال): نماز زلزلہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): اللہ اپنے بندوں کے لیے نشانیاں ظاہر کرتا ہے، ان میں زلزلہ بھی ہے جو برے لوگوں کے لیے آفت اور نیک لوگوں کے لیے آزمائش ہوتا ہے، زلزلوں میں نیک و بد دونوں کام آتے ہیں، قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی نیت اور عقیدے پر اٹھایا جائے گا، ان حالات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا عمل مشعل راہ ہے، زلزلہ کی وجوہات پر بحث کے بجائے؟ قرب الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

① عبداللہ بن حارث انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ لَيْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا أَدْرِي هَلْ وَجَدْتُمْ مَا

وَجَدْتُ قَالُوا : نَعَمْ قَدْ وَجَدْنَا، فَانْطَلَقَ مِنَ الْغَدِ، فَصَلّٰى بِهِمْ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

''ایک رات (بصرہ میں) زلزلہ آیا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے : میں نے زلزلہ محسوس کیا ہے، معلوم نہیں آپ نے محسوس کیا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ہم نے بھی (زلزلے کے جھٹکے) محسوس کیے ہیں، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صبح سویرے نکلے اور لوگوں کو نماز (زلزلہ) پڑھائی۔ (جس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، قرأت کی اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے اُٹھ کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور قرأت شروع کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس (دو رکعت) نماز میں آپ رضی اللہ عنہ نے چھ رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

④ جعفر بن برقان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ : أَنِ

اخْرُجُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : ١٥) .

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ہمیں شام میں آنے والے زلزلے کے متعلق خط لکھا کہ آپ فلاں مہینے میں اتوار کے دن (نماز کے لیے) نکلیں، نیز جو کوئی صدقہ کر سکتا ہے، کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى * وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : 15) ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا، جس نے تزکیہ نفس کیا، اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 472/2، وسندہٗ صحيحٌ)

سوال: کیا نماز زلزلہ با جماعت ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: نماز زلزلہ با جماعت ادا کی جائے گی۔

سوال: امام نے نماز کی قرأت کرتے ہوئے غلط پڑھ دیا، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام قرأت میں غلطی کھا جائے، تو مقتدیوں کو لقمہ دینا چاہیے، اگر کوئی لقمہ نہ دے، تو امام کو کسی دوسرے مقام سے پڑھ لینا چاہیے، بہرصورت نماز درست ہو گی۔ قرأت کی غلطی یا بھول پر سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کیا آبِ زمزم میں شفا ہے؟

جواب: آب زمزم میں شفا ہے، اس سے اندرونی اور بیرونی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

❀ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہاں (حرم) میں کب سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تیس دنوں سے یہاں

ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں دنوں سے یہاں ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا، آپ کا کھانا کیا تھا؟ میں کہا، آبِ زمزم کے علاوہ میرا کوئی کھانا پینا نہیں تھا، یقیناً میں موٹا ہو گیا ہوں، میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئی ہیں، میں نے اپنے کلیجے میں بھوک کی وجہ سے لاغری اور کمزوری تک محسوس نہیں کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، وَهِيَ طَعَامُ طُعْمٍ، وَشِفَاءُ سُقْمٍ .

''آبِ زمزم بابرکت پانی ہے، یہ کھانا بھی اور بیماری کی شفا بھی۔''

(مسند الطّيالسي، ص61، ح: 457، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ صحیح مسلم (۲۴۷۳) میں ہے:

إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ .

''آبِ زمزم بابرکت پانی ہے، یہ کھانا ہے۔''

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَرَّبْتُ أَنَا وَغَيْرِي مِنَ الْاِسْتِشْفَاءِ بِمَاءِ زَمْزَمَ أُمُورًا عَجِيبَةً، وَاسْتَشْفَيْتُ بِهٖ مِنْ عِدَّةِ أَمْرَاضٍ، فَبَرَأْتُ بِإِذْنِ اللّٰهِ، وَشَاهَدْتُ مَنْ يَتَغَذَّى بِهِ الْأَيَّامَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَرِيبًا مِّنْ نِصْفِ الشَّهْرِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَجِدُ جُوعًا، وَيَطُوفُ مَعَ النَّاسِ كَأَحَدِهِمْ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهٗ رُبَّمَا بَقِيَ عَلَيْهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَكَانَ لَهٗ قُوَّةٌ يُجَامِعُ بِهَا أَهْلَهٗ، وَيَصُومُ وَيَطُوفُ مِرَارًا .

''میں اور کئی دوسروں نے زمزم سے علاج میں عجیب اُمور کا مشاہدہ کیا۔ میں

نے متعدد امراض کا علاج زمزم سے کیا ہے، اللہ کے حکم سے شفایاب ہوا۔ نیز میں نے ایک شخص کو دیکھا، جو نصف ماہ یا اس سے بھی زیادہ مدت تک صرف زمزم پیتا رہا، اسے بھوک محسوس نہیں ہوتی تھی اور وہ طواف بھی کرتا تھا۔ نیز اس نے مجھے بتایا کہ وہ چالیس دن تک صرف زمزم پر گزارا کرتا رہا اور اس کے جسم میں اتنی قوت تھی کہ وہ بیوی سے مجامعت بھی کرتا تھا، روزہ بھی رکھتا رہا اور کئی بار طواف بھی کیا۔“

(زاد المَعاد في هدي خير العِباد : 361/4)

سوال: کیا آب زمزم سے غسل جائز ہے؟

جواب: زمزم سے غسل سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسے پینے اور وضو کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هِيَ حِلٌّ وَبِلٌّ لَا أُحِلُّهَا لِمُغْتَسِلٍ .

”آب زمزم (پینے کے لیے) حلال ہے، اس سے (وضو وغیرہ کے لیے) جسم کو تر بھی کیا جا سکتا ہے، البتہ میں اسے غسل کرنے والے کے لیے جائز نہیں سمجھتا۔“

(العِلَل ومعرِفة الرِّجال لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 1950، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ لِشَارِبٍ وَمُتَوَضِّئٍ حِلٌّ وَبِلٌّ .

”آب زمزم پینے والے اور وضو کرنے والے کے لیے حلال ہے اور تری حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔“

(الأمالي لعبد الرزاق : 57، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا زمزم پیتے وقت کوئی خاص دعا منقول ہے؟

(جواب): زمزم پینے کی کوئی خاص دعا ثابت نہیں۔ مستدرک حاکم (۱۷۳۹) وغیرہ والی روایت ضعیف ہے۔ اس میں سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن ابی نجیح کا عنعنہ ہے۔

سنن دارقطنی (۲۷۳۸) والی موقوف روایت بھی ضعیف ہے۔ اس میں حفص بن عمر عدنی ضعیف ہے۔

(سوال): روایت: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ بلحاظ سند کیسی ہے؟

(جواب): اس روایت کی ساری کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔

(سوال): زمزم کا کنواں کب سے ہے؟

(جواب): زمزم کا کنواں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قَبْلُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُ، حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ : يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ بِهِ أَنِيسٌ وَلَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ

مِرَارًا، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ : آللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ : نَعَمْ قَالَتْ : إِذًا لَا يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ : ﴿إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحْرِمِ﴾(إبراهيم : ٣٧) إِلٰى ﴿لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ (إبراهيم : ٣٧)، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ ذٰلِكَ الْمَاءَ، حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي ذٰلِكَ السِّقَاءِ عَطِشَتْ، وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَاعَ، وَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَتِ الْوَادِي هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِىَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْىَ الْمُجْهَدِ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا نَزَلَتْ عَنِ الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا، فَقَالَتْ : صَهٍ، تُرِيدُ نَفْسَهَا، ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا قَالَتْ : قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوْثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ يَبْحَثُ

بِعَقِبِهِ أَوْ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَاءَ تْ تُحَوِّضُهٗ هٰكَذَا وَتَقُولُ بِيَدِهَا، وَجَعَلَتْ، يَعْنِى تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِى سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ : لَوْ لَمْ تَغْتَرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِينًا، فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ الْمَلَكُ : لَا تَخَافِى الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَاهُنَا بَيْتَ اللّٰهِ، يَبْنِيهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهٗ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهُ السُّيُولُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانُوا كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ رُفْقَةٌ، أَوْ قَالَ : بَيْتٌ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَارِضًا، فَقَالُوا : إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلٰى مَاءٍ، وَلَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِى وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ، وَأَمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا : أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ : نَعَمْ، وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ نَبِيُّ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَأَلْفٰى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ، فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلٰى أَهَالِيهِمْ، فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، وَشَبَّ الْغُلَامُ، وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ،

وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ.

''عورتوں میں کمر پٹہ باندھنے کا رواج ام اسماعیل سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے چلا، انہوں نے کمر پٹہ اس لیے باندھا تاکہ سارہ رضی اللہ عنہا ان کا سراغ نہ پائیں۔ پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم علیہ السلام ساتھ لے کر مکہ میں آئے، وہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو کعبہ کے پاس بٹھا دیا، ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ اس لیے وہاں پانی نہیں تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کے لیے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں پانی رکھ دیا۔ اب وہ واپس جانے لگے، ہاجرہ آ گئیں، کہا: ابراہیم! یہاں، جہاں نہ کوئی آدمی ہے نہ کوئی اور چیز آپ ہمیں چھوڑے جا رہے ہیں؟ بار بار وہ یہ بات دہراتی رہیں، لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف التفات ہی نہیں کیا۔ آخر پوچھا: کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ فرمایا: جی ہاں، کہا: پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، ہاجر رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں، ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے، کعبہ والی جگہ کی طرف رخ کیا، دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ﴿إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحْرِمِ ...... لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾(إبراهيم: ٣٦-٣٧) ''اللہ میں اپنی اولاد بے آب ودانہ زمین تیرے حرمت والے گھر کے قریب چھوڑ آیا ہوں ......'' ادھر ہاجر رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب مشک کا سارا پانی ختم ہو گیا، تو وہ پیاسی رہنے لگیں اور لخت جگر بھی بھوکا

پیاسا رہنے لگا۔ جب دیکھا کہ سامنے بیٹا پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئیں بچے کو دیکھنے سے دل بے قرار ہو جاتا تھا۔ صفا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔ وہ اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے، لیکن نظر نہیں آیا، وہ صفا سے اتر گئیں، جب وادی میں پہنچیں، تو دامن اٹھالیا اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں، پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں، اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ انسان نظر آئے، لیکن کوئی نظر نہیں آیا، یوں انہوں نے سات چکر لگائے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفا ومروہ کی سعی اسی وجہ سے مشروع ہوئی۔ ساتویں دفعہ وہ مروہ سے نیچے اتریں، تو ایک آواز سنائی دی، خود سے کہا کہ خاموش! آواز کی طرف کان لگائے، کہا: میں نے آواز سن لی ہے، کیا آپ میری مدد کریں گے؟ اچانک دیکھا کہ زمزم والی جگہ پر ایک فرشتہ کھڑا ہے۔ فرشتے نے ایڑی ماری اور پانی نکلنے لگا، سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اس کے اردگرد منڈیر بنادی اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں۔ جب وہ بھر چکیں، تو چشمہ پھر ابل پڑا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ ہاجر پر رحم کرے، اگر اس کے گرد منڈیر نہ بناتیں یا مشکیزہ نہ بھرتیں، تو ایک چشمہ جاری ہو جاتا۔'' سیدہ ہاجر رضی اللہ عنہا نے پانی پیا، بچے کو دودھ پلایا، فرشتہ کہنے لگا: آپ کسی نقصان کا اندیشہ نہ کریں، یہاں اللہ کا گھر ہے، جسے یہ بچہ اور اس کا والد تعمیر کریں گے۔ اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ جہاں اب بیت اللہ ہے، اس وقت ایک ٹیلہ سا تھا۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس

کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا، اس طرح وہاں شب وروز گزرتے رہے۔ ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے، انہوں نے پرندے اڑتے ہوئے دیکھے، کہنے لگے: یہ تو پانی کے پرندے ہیں اوراس وادی سے اکثر ہمارا گزران رہتا ہے، ہم نے تو یہاں پانی دیکھا تک نہیں۔ انہوں نے مخبر کو بھیجا، تو معلوم ہوا کہ وہاں پانی ہے۔ وہ پانی کے پاس آئے، وہاں سیدہ ہاجر رضی اللہ عنہا سے رہنے کی اجازت مانگی، کہا: ٹھیک ہے، لیکن ملکیت پانی پر ہماری ہی رہے گی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب ہاجر کو پڑوسی مل گئے اور وہ ان سے مانوس ہو گئیں، یہ لوگ خود بھی یہاں رہے اور اپنے قبیلے کے لوگ بھی بلا لئے، یوں ان کے کئی گھرانے وہاں آکر آباد ہو گئے۔ اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے، ان سے عربی سیکھی، جوانی میں اسماعیل علیہ السلام ایسے خوبصورت تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے تھے۔ چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی شادی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے کر دی۔ پھر سیدہ ہاجر رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔''

(صحيح البخاري: 3364، فضائل الصّحابة للنّسائي: 273)

سوال: آب زمزم کو رو بہ قبلہ ہو کر پینا کیسا ہے؟

جواب: آب زمزم کو قبلہ رو ہو کر پینا مستحب ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا شَرِبْتَ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ اذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ تَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَتَضَلَّعْ مِنْهَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : آيَةُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ .

''آب زمزم پیتے وقت قبلہ رخ ہوں، بسم اللہ پڑھیں اور تین سانسوں میں پئیں اور خوب سیر ہوں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور منافقین میں فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کو سیر ہو کر نہیں پیتے۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 9657، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس ذکر کو بدعت قرار دیا، اس کی اصل وجہ کیا تھی؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں اجتماعی ذکر کرتے دیکھا، تو انہیں سختی سے روکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک جائز ذکر کو ایک ایسی ہیئت اور کیفیت کے ساتھ خاص کر دیا تھا، جس کیفیت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذکر نہیں کرتے تھے، دراصل صحابہ کی طرز عبادت کو چھوڑ نا ہی گمراہی ہے، اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے ''ضلالت'' قرار دیا۔

❁ عمرو بن سلمہ ہمدانی، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور ہم آپ کے ساتھ مسجد جائیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے ہیں؟ عرض کیا: ابھی تو نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، تو ہم ان کی طرف لپکے۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو

عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں بہت عجیب کام دیکھا ہے، الحمدللہ! وہ خیر کا کام ہی لگتا ہے، پوچھا! وہ کونسا کام ہے؟ عرض کیا: زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے، وہ لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے، جو کہتا ہے کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو، لوگ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو، وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ نے ان سے کیا کہا؟ عرض کیا: میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور فیصلے کا انتظار تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے کہہ دیتے کہ وہ (تسبیحات نہیں، بلکہ) اپنی برائیاں شمار کریں اور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ نکلے اور ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے، وہاں رُک کر فرمایا: یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہ شمار کریں! میں ضامن ہوں کہ آپ کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا: آہ، اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کتنی جلدی آپ پر ہلاکت آ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! واللہ، ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے۔ فرمایا: کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں، جو نیکی کو نہیں پا سکتے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا

تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! لگتا ہے کہ ان میں اکثریت تمہاری ہوگی، اتنا کہہ کر آپ واپس آ گئے۔عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر تیر برسا رہے تھے۔''

(سنن الدّارمي :1/60-61، اتّحاف المَهرة لابن حجَر: 10/399-400، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عمرو بن عبداللہ بن فرقد سلمی اور معضد نے مسجد بنائی، وہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد کرتے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی، تو خبر دینے والے سے فرمایا کہ یہ لوگ جس وقت دوبارہ بیٹھیں، مجھے اطلاع دیجئے گا، جب مخبر نے اطلاع کی، تو آپ وہاں گئے۔ اس وقت آپ نے سر پر ٹوپی اوڑھ رکھی تھی وہ ٹوپی اتاری اور فرمانے لگے میں ام عبد کا بیٹا ہوں، اللہ کی قسم! تم لوگوں نے ایک سیاہ بدعت جاری کی ہے یا علم وفضل میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے ہو، تو معضد نامی منہ پھٹ بولا: اللہ کی قسم! نہ تو ہم بدعت کے مرتکب ہیں اور نہ ہی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اگر پہلوں کی اتباع کرتے رہوگے، تو وہ واضح ہدایت پر تھے اور اگر دائیں بائیں جانے لگے، تو کھلی گمراہی تمہارا مقدر ہے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني: 9/126، ح: 8633، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مسیّب بن نجبہ رحمہ اللہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''میں نے مسجد میں چند لوگوں کا حلقہ دیکھا، وہ کہہ رہے تھے کہ جس نے اتنی

مرتبہ سبحان اللہ کہا اس کے لئے اتنا اجر ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے : علقمہ اٹھئے، میرے ساتھ چلئے، جب آپ نے ان کا حلقہ دیکھا، تو علقمہ سے کہا، ان کا دھیان دوسری طرف کریں، جب آپ نے ان کا ذکر سن لیا، تو فرمایا : یا تو تم گمراہی اور گناہ کے مرتکب ہو یا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہدایت والے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 125/9، ح : 8628، حسنٌ)

❁ اس سے ملتے جلتے ایک اور واقعہ کے بعد آپ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَأَهْدٰى مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابِهٖ، إِنَّكُمْ لَمُتَمَسِّكُونَ بِطَرَفِ ضَلَالَةٍ .

''یا تو تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا گمراہی کا راستہ چن چکے ہو۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 128/9، ح : 8639، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابن دقیق العید (۷۰۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنْكَرَ هٰذَا الْفِعْلَ، مَعَ إِمْكَانِ إِدْرَاجِهٖ تَحْتَ عُمُومِ فَضِيلَةِ الذِّكْرِ .

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خاص ہیئت اور کیفیت کے ساتھ اس فعل پر نکیر کی ہے، حالانکہ ذکر کے عمومی دلائل کے تحت اس کا ادراج ممکن تھا۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 202/1)

بنیادی طور پر مجلس میں ذکر کرنا جائز ہے، نیز ذکر کو شمار کرنے کے لیے کنکریاں بھی

استعمال کی جا سکتی ہیں۔ دراصل جس مشروع کام کی ہیئت، طریقہ، رنگ ڈھنگ نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہ ہو، اسے اختیار کرنا یا کسی جائز کام کو کسی جگہ یا وقت کے ساتھ خاص کرنا یا کسی مشروع و مستحب کام کے ساتھ واجب والا معاملہ کرنا اسے بدعت بنا دیتا ہے، اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس عمل کو بدعت اور ضلالت قرار دیا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ .

''اللہ تعالیٰ کے ہاں حلال چیزوں میں مبغوض ترین ''طلاق'' ہے۔''

(سنن أبي داود : 2178)

جواب: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس حدیث کو متصل اور مرسل دونوں طرح بیان کیا گیا ہے، اسے متصل بیان کرنا خطا اور غیر محفوظ ہے۔ مرسل بیان کرنا ہی راجح ہے، جیسا کہ علل حدیث کے ائمہ نے صراحت کی ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 1297)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمُرْسَلُ أَشْبَهُ .

''اس روایت کا مرسل ہونا ہی راجح ہے۔''

(عِلَل الدّارقطني : 3123)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَوْصُولًا وَلَا أَرَاهُ حَفِظَهُ .

''ابن ابی شیبہ کی روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موصول بیان ہوئی ہے، میں اسے محفوظ نہیں سمجھتا۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 322/7)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ نے اسے ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

(مَعالم السّنن : 231/3)

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔

(مختصر السّنن : 92/3)

معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مرسل ہونا راجح ہے اور مرسل ضعیف کی قبیل سے ہے۔

نوٹ:

اس حدیث کی دیگر سندیں بھی ضعیف ہیں۔